

اسلامی نقطہ نظر سے جدید اسلامی تمدن کے تحقق میں انسانی علوم کا کردار

The Role of Humanities in Realization of Modern Islamic Civilization from the Perspective of Islam

Open Access Journal

Qtly. Noor-e-Marfat

eISSN: 2710-3463

pISSN: 2221-1659

www.nooremara.com

Note: All Copy Rights
are Preserved.

Syed Ali Rehber Jafri

B.S. Education, Faculty of social sciences and humanities, Al
Mustafa International University, Qom, Iran.

E-mail: syedrehberjaffri@gmail.com

Abstract:

Humanities guide any society by shaping its social structure and deeply influencing the rise and fall of its culture and civilization. In fact, humanities form the foundation and soul of all other sciences and significantly contribute to the intellectual and civilizational development of society. These sciences do not emerge in a vacuum but are based on a specific worldview and a particular intellectual and epistemological understanding of humanity.

If humanities are founded on ideas like secularism or humanism, the society will reflect those ideologies. Conversely, if these sciences are developed based on the Islamic worldview and Islamic anthropology, they will pave the way for the establishment and advancement of Islamic civilization.

The paper examines the Islamic foundations of human sciences and their role in shaping a modern Islamic civilization. It focuses on identifying the intellectual and practical steps needed to reconstruct human sciences on Islamic principles and how these steps can guide the development of a contemporary Islamic civilization. According to this research, humanities derived from Islamic teachings play a key role in

the formation of modern Islamic civilization.

Keywords: Humanities, Islamic Teachings, Modern Islamic Civilization, Philosophical Foundations.

خلاصہ

انسانی علوم (Humanities) کسی بھی معاشرے میں رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں، کیونکہ یہ علوم نہ صرف معاشرتی ڈھانچے کی سمت متعین کرتے ہیں بلکہ تہذیب و تمدن کے عروج و زوال پر بھی گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انسانی علوم تمام دیگر علوم کی بنیاد اور روح کی حیثیت رکھتے ہیں، اور ان کا معاشرے کے فکری و تمدنی ارتقاء میں نمایاں کردار ہوتا ہے۔ یہ علوم کسی خلا میں جنم نہیں لیتے، بلکہ ان کی بنیاد ایک مخصوص تصور کائنات اور انسان کے بارے میں ایک خاص فکر اور تصور پر استوار ہوتی ہے۔

اگر انسانی علوم کی بنیاد سیکولرزم یا انسان پرستی (Humanism) جیسے نظریات پر رکھی جائے تو وہ معاشرہ انہی افکار کا عکاس ہو گا۔ اس کے برخلاف اگر ان علوم کی تشکیل اسلامی تصور کائنات اور اسلامی تصور انسان پر کی جائے تو اس کے نتیجے میں اسلامی تمدن کے قیام اور ارتقاء کی راہ ہموار ہو گی۔ زیر نظر مقالے میں انسانی علوم کے اسلامی مبادی کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے، نیز جدید اسلامی تمدن میں ان علوم کے کردار کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔

اس مقالے میں انسانی علوم کی اسلامی بنیادوں اور جدید اسلامی تہذیب کی تشکیل میں ان کے کردار کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مقالے کا محور یہ ہے کہ انسانی علوم کو اسلامی بنیادوں پر استوار کرنے کے لیے کون سے علمی اور عملی اقدامات ضروری ہیں نیز یہ اقدامات ہمیں کس طرح جدید اسلامی تمدن کی جانب لے جانے کا سبب بن سکتے ہیں۔ اس مقالہ کے مطابق، جدید اسلامی تمدن کی تشکیل میں اسلامی انسانی علوم ایک کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔

کلیدی الفاظ: انسانی علوم، اسلامی انسانی علوم، جدید اسلامی تمدن، فلسفی مبادی۔

مقدمہ

علم، کسی بھی معاشرے کی فکری بنیاد اور تہذیبی ارتقا کا بنیادی ستون ہے۔ یہی وہ عنصر ہے جو ایک قوم کے تشخص، ترقی اور سماجی استحکام میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ علم کے ذریعے ایسے انسان تیار ہوتے ہیں جو معاشرے کی سمت متعین کرتے اور تمدنی زندگی کے توازن کو برقرار رکھتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ علم اور تمدن کا باہمی تعلق نہایت گہرا ہے؛ معاشرتی اقدار، عدل کا قیام، اور فکری بیداری سب کچھ علم ہی کے ذریعے ممکن ہے۔

آج کی دنیا میں دو قسم کے متمدن معاشرے ہمارے سامنے ہیں:

ایک وہ مغربی معاشرہ جو خالص مادہ پرستی، الحاد اور سیکولر تصور انسان پر مبنی ہے، جہاں بظاہر ترقی تو نظر آتی ہے لیکن درحقیقت وہ اضطراب، بے سکونی اور روحانی خلا کا شکار ہے؛ خود کشیوں کی بڑھتی شرح اور داخلی ٹوٹ پھوٹ اس کی ناکامی کی علامت ہے۔

دوسری طرف ایک ایسی اسلامی سوچ ہے جو ایک صالح اور با مقصد تمدن کی تشکیل کی خواہاں ہے۔ ایسا تمدن جو نہ صرف اسلامی فکر سے ہم آہنگ ہو بلکہ انسانی فطرت کی عکاسی بھی کرے۔

تمدن کے اس فکری و عملی سفر میں انسانی علوم (Humanities) کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ یہی علوم کسی بھی معاشرے کے سماجی شعور کی آبیاری کرتے، اقدار کی تشکیل کرتے اور رہنمائی کے اصول فراہم کرتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ یہ انسانی علوم کیا ہیں، اور وہ اسلامی تمدن کے قیام میں کس طرح موثر کردار ادا کر سکتے ہیں؟ یقیناً، جب ہمارا ہدف اسلامی تمدن کا قیام ہو تو ہمیں ان ذرائع اور وسائل کا انتخاب بھی اسی مقصد کے مطابق کرنا ہوگا۔ اگر ہمارے وسائل خود مغربی یا غیر اسلامی فکر سے اخذ کیے گئے ہوں تو وہ ہمیں ہماری اصل منزل تک نہیں پہنچا سکتے۔ ایک اسلامی تمدن کے لیے، ایسے انسانی علوم درکار ہیں جو اسلامی تصور کائنات اور تصور انسان پر استوار ہوں تاکہ انسان اپنے مقصد تخلیق کی جانب رواں ہو سکے۔

سابقہ مطالعات

یہ موضوع بہت سے اسلامی مفکرین کے منظور نظر رہا ہے۔ تاہم اس موضوع پر اردو زبان میں کام نہ ہونے کے برابر ہے البتہ عربی، فارسی اور انگریزی زبان میں اس موضوع پر ایک اچھی تعداد میں کتابیں اور مجلات شائع ہوئے ہیں۔ جن کا سہارا لیتے ہوئے اس مقالہ کو تالیف کیا گیا۔ ان میں سے کچھ اہم کتابیں اور مقالات ذیل میں ہیں:

1. احمد حسین شریفی کی کتاب مبنائی علوم انسانی اسلامی، کتاب انتہائی جامع اباحت کی حامل ہے جو تقریباً ۹ فصول پر مشتمل انسانی علوم کے اسلامی ہونے پر بات کرتی ہے۔

2. تمدن اسلامی جس کتاب کی گردآوری کرنے والے جناب محمد حسین علیجان زادہ ہیں۔ اس کتاب میں تمدن اسلامی کے موضوع پر حضرت اللہ خامنہ ای کے بیان کی جمع آوری کی ہے۔ کتاب ۵ حصوں پر مشتمل ہے اور نہایت ظرافت سے گردآوری کی گئی ہے۔

3. سید مہدی موسوی کی کتاب الگوهای کلان تولید علوم انسانی اسلامی در بستر انقلاب اسلامی جو کلی مباحث کے ساتھ متفکرین اسلامی کی آراء کو بھی ضمن میں لئے ہوئے ہے۔

4. درآمدی بر علوم انسانی اسلامی در اندیشه حضرت آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای، سید مہدی موسوی کی ایک شاندار کتاب جو انہوں نے آیت اللہ خامنہ ای کے بیانات کی روشنی میں اسلامی انسانی علوم کو بیان کیا ہے جس میں ایک اہم بحث روش اجتہاد کو انسانی علوم کے اسلامی کرنے کی روش کے طور پر متعارف کروایا گیا ہے۔

5. محمد نبی زادہ کا مابانی فلسفی و جایگاہ علوم انسانی در تمدن نوین اسلامی نامی مقالہ جو مجلہ اندیشہ تمدنی اسلام نے شائع کیا۔ جس میں مصنف محترم نے اسلامی تمدن تک رسائی کا واحد راستہ انسانی علوم کی اسلامیزیشن کو قرار دیا ہے۔
6. مہدی ابوطالبی کا مقالہ نقش علوم انسانی اسلامی در تمدن نوین اسلامی از نگاہ مقام معظم رہبری جو مجلہ تمدن نوین اسلامی جلد ۶ میں شائع ہوا۔
7. بایستہ ہای تحقیق علوم انسانی متناسب با تمدن نوین اسلامی عنوان مقالہ جو علی رضا شیر زاد اور علی الہامی کی تصنیف ہے مجلہ فصلنامہ تاریخ فرهنگ و تمدن اسلامی دورہ ۱۲ شمارہ ۴۲ میں شائع ہوا۔

کلیات و مفہوم شناسی:

1. انسانی علوم (Humanities)

انسانی علوم کی تشکیل ایسے دور میں ہوئی جب فکری فضا پر سائنسی اور تجربی علوم کا غلبہ تھا۔ تجربیت پسند مفکرین، جیسے جان لاک، جارج برکلے اور ڈیوڈ ہیوم نے انسانی فکر پر گہرے اثرات مرتب کیے، جبکہ عقلیت پر مبنی افکار، مثلاً ڈیکارٹ، اسپینوزا اور کانٹ، اس ماحول میں نسبتاً محدود نظر آتے ہیں۔ بیسویں صدی کے اوائل میں تجربیت پسندی اس حد تک غالب آچکی تھی کہ تجربہ ہی ہر علم اور حقیقت کا واحد معیار بن گیا تھا۔ چنانچہ ان ہی بنیادوں پر تشکیل پانے والے انسانی علوم بھی اسی مخصوص تصور کائنات، علمیات (Epistemology) اور تصور انسان سے متاثر تھے۔ تاہم، بیسویں صدی کے آغاز میں بعض مفکرین نے ان علوم کو خالص تجرباتی رجحان سے نکالنے کی کوشش کی، اور ان کے لیے ایک متوازن اور جامع روش متعارف کروائی۔ اس تحریک میں میکس ویبر، ہربرٹ مارکیوز، اور یورگن ہارمراس جیسے دانشوروں کا اہم کردار تھا۔ لیکن اس کے باوجود، بیسویں صدی کے اختتام تک انسانی علوم کی ساخت اور بنیاد پر وہی ذہنیت چھائی رہی جو سائنسی تجربیت سے عبارت تھی۔¹

جہاں تک انسانی علوم کی جامع تعریف کا تعلق ہے، تو اب تک کوئی ایسی متفقہ تعریف سامنے نہیں آسکی جس پر تمام مکاتب فکر کا اجماع ہو۔ بعض نے انسانی علوم کی تعریف کرتے ہوئے کہا: کہ انسانی علوم وہی علوم ہیں جو آج کل جامعات میں بعنوان انسانی علوم پڑھائے جاتے ہیں جیسے نفسیات، معاشرتی علوم، تعلیمات، کلام، فلسفہ، اخلاق، فقہ اور حقوق۔² آیت اللہ مصباح یزدی نے علوم کی تقسیم بندی کرتے ہوئے علوم کو ریاضیات کے علاوہ تین حصوں میں تقسیم کیا ہے:

1. اجسامی علوم: وہ علوم جن کا تعلق غیر جاندار مادہ سے ہوتا ہے، جیسے طبیعیات (فزکس)، کیمیا (کیمسٹری) وغیرہ۔

2. حیاتیاتی علوم: ایسے علوم جو جاندار مادہ، مثلاً پودوں، جانوروں یا انسانی جسم کے حیاتی پہلوؤں سے متعلق ہوتے ہیں، جیسے حیاتیات، نباتیات اور حیوانیات۔

3. انسانی علوم: وہ علوم جن کا موضوع انسان کا شعور، فکر، رویہ اور اس کی سماجی زندگی ہوتی ہے، جیسے اقتصاد،

سیاست، تاریخ، تعلیم، نفسیات اور سماجیات۔³

بعض مفکرین کے نزدیک انسانی علوم کی تعریف یوں کی جاتی ہے کہ یہ وہ علوم ہیں جو انسان کے اعمال کی توصیف (Description)، وضاحت (Explanation)، تشریح (Interpretation)، اور پیش گوئی (Prediction) کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ علوم انسانی افعال کو منظم (Organization) کرنے اور ان میں اصلاح یا بہتری (Reformation) لانے کا بھی فریضہ انجام دیتے ہیں۔⁴ اسی طرح رہبر انقلاب اسلامی، آیت اللہ سید علی خامنہ ای کے بیانات میں انسانی علوم کی کوئی مخصوص اصطلاحی تعریف تو موجود نہیں، تاہم انہوں نے علوم کی ایک جامع اور کلی تقسیم پیش کی ہے، جس میں علوم کو دو بنیادی اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے:

1. انسانی علوم

2. مادی علوم

اس تقسیم کے تحت مادی علوم کو مزید دو ذیلی اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے:

1. بنیادی یا نظریاتی علوم: جیسے ریاضیات، طبیعیات، کیمیا وغیرہ۔

2. اطلاقی علوم (Applied Sciences): وہ سائنسی شعبے جن میں بنیادی علوم کے نظریات کو عملی شکل دی جاتی ہے۔ مثلاً برقی مقناطیسیت جیسے بنیادی نظریے کی بنیاد پر موبائل فون جیسی ایجاد سامنے آئی، جو اطلاقی سائنس کا ایک مظہر ہے۔

البتہ آیت اللہ خامنہ ای کے بیانات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انسانی علوم محض توصیفی (Descriptive) یا تشریحی (Interpretive) بیانات کا مجموعہ نہیں ہیں، بلکہ ان میں تجویزی (Normative) اور تلقینی (Prescriptive) پہلو بھی شامل ہیں۔ یعنی یہ علوم معاشرتی اقدار و ضوابط کا تعین کرتے ہیں اور معاشرے کی ترقی و رہنمائی کے لیے نہایت مؤثر ثابت ہوتے ہیں۔ انسانی علوم کی ماہیت تجویزی اور معیاری نوعیت کی حامل ہے، جو معاشرتی اہداف کی وضاحت کرتے ہوئے نہ صرف دنیا کے واقعات و مظاہر کی تشریح کرتے ہیں بلکہ ان کے وجود اور معاشرتی تعمیر پر بھی گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔⁵

2. اسلامی انسانی علوم

اسلامی دنیا میں انسانی علوم کے حوالے سے دو بنیادی نقطہ ہائے نظر پائے جاتے ہیں۔ ایک گروہ کا موقف ہے کہ علم ایک عالمگیر شے ہے جس میں اسلامی و غیر اسلامی یا مشرقی و مغربی کی کوئی تقسیم نہیں ہوتی۔ دوسرا گروہ اس سے اختلاف کرتے ہوئے موجودہ انسانی علوم کو تقلیدی اور غیر موثر قرار دیتا ہے، جس کے نتیجے میں معاشرتی مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ پس ہمیں چاہئے کہ ان علوم کو اپنے لئے موثر بنائیں۔ اس بنا پر ہمارے پاس چار قسم کے نظریات سامنے آتے ہیں۔⁶

پہلی نظر: انسانی علوم میں تبدیلی

یہ ایک مبہم تصور ہے، اور مختلف افراد اسے مختلف انداز میں سمجھتے ہیں۔ تاہم، اس نظریے کی خصوصیات ذیل میں ہیں:

- موجودہ انسانی علوم ہماری ضرورتوں کے مطابق فائدہ مند نہیں ہیں۔
- یہ علوم معاشرتی پسماندگی کا سبب ہیں۔
- تبدیلی کا کم از کم مطلب یہ ہے کہ ہمیں ان علوم میں نئی معلومات کا اضافہ کرنا چاہیے اور موجودہ نظریات سے آگاہی حاصل کرنی چاہیے۔

دوسری نظر: انسانی علوم کو اپنے نظام فکری کے مطابق ڈھالنا

اس نظریے کے مطابق:

- مغرب میں رائج انسانی علوم ہمارے معاشرے کے لیے کارآمد نہیں۔
 - مغربی انسان کے اعمال ہمارے انسانوں سے مختلف ہیں، لہذا وہی انسانی علوم یہاں موثر نہیں ہو سکتے۔
 - ہمیں اپنے ملک، قوم، اور معاشرے کی ضروریات کے مطابق انسانی علوم تخلیق (Develop) کرنے چاہیں۔
- اس نظریے کی بنیاد یہ مفروضے ہیں:

1. رائج انسانی علوم کے مفہام عالمی سطح پر انسان کی فطرت کو مد نظر رکھتے ہوئے نہیں بنائے گئے۔
2. ہم صرف ان علوم کو نقد نہیں کر رہے، بلکہ سوال یہ ہے کہ ہمارے لیے غیر مفید علوم پر اتنی سرمایہ کاری کیوں ہو رہی ہے؟

3. ہمیں ایسے علوم پر خرچ کرنا چاہیے جو ہماری ترقی کا ذریعہ بنیں۔

تیسری نظر: انسانی علوم کو اسلامی بنانا

انسانی علوم کو اسلامی کرنا یا اسلامی سازی علوم انسانی ایک ایسی اصطلاح ہے جو مسلمان مفکرین جدید علوم کو سامنے رکھتے ہوئے بیان کرتے ہیں۔ یہ اصطلاح دو الگ معنی رکھتی ہے۔

1. معنی میں یہ دوسری نظر کے مساوی ہے۔ اس توجہ کے ساتھ کہ ہمارا معاشرہ ایک اسلامی معاشرہ ہے اور ہم مسلمان ہیں۔ اس بنا پر یہ انسانی علوم اسلامی ہونے چاہئیں۔

2. ہمارا وظیفہ یہ ہے کہ ہم ان علوم کو اسلام کے سماجی اقدار کے مطابق تخلیق کریں (اس کی آگے بات کریں گے) اس اصطلاح میں انسانی علوم کا اسلامی ہونا اسلامی انسانی علوم کے مساوی ہے کہ ادبیات عرب میں اس کے لئے دو اصطلاح بیان ہوئی ہیں۔ الف) اسلمۃ للعلوم یا معرفت کو اسلامی کرنا۔ ب) التوجیہ الاسلامی للعلوم یعنی اسلام کی نظر ان علوم کے حوالے سے کیا ہے، بیان کرنا۔

چوتھی نظر: اسلامی انسانی علوم

اسلامی انسانی علوم ایک مخصوص قسم کا (Epistemological Model) ہے۔ یہ نظر مدعی ہے کہ یہ دوسرے تمام نظریات سے بہتر، صحیح اور کارآمد نظر ہے۔⁷ اس نظر سے مراد یہ ہے کہ انسانی علوم اس وقت اسلام کی صفت سے متصف ہو سکتے ہیں جب کہ یہ علوم، اسلام کے اصول و مبادی کے ساتھ سازگار ہوں۔ یعنی نفسیات، عمرانیات وغیرہ کو اس وقت اسلامی کہا جائے گا جب ان علوم کے مبادی ہستی شناسی (وجودیات، Ontology)، معرفت شناسی (علمیات، Epistemology)، انسان شناسی، ارزش شناسی (علم الاقدار، Axiology) اور روش شناسی (Methodology) تمام اسلام کے مورد قبول ہوں۔⁸

اسلامی انسانی علوم پر آیت اللہ خامنہ ای کی نظر: آیت اللہ خامنہ ای کے بیانات اور آثار کے مجموعے میں "اسلامی سازی علوم انسانی" یا "انسانی علوم کو اسلامی بنانا" جیسے جملے صراحت کے ساتھ استعمال نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ اس موضوع کو ایک زیادہ دقیق اور درست تعبیر کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ ان کے مطابق "انسانی علوم کو اسلامی کرنے" کے بجائے "انسان اور انسانی علوم میں اسلامی تفکر کرنا" یعنی انسان سے متعلق مسائل اور انسانی علوم کے بارے میں اسلامی زاویہ فکر سے غور و فکر کرنا زیادہ مناسب ہے۔⁹

ان کے اس موقف سے یہ واضح ہوتا ہے کہ انسانی علوم کو بغیر تنقید یا تحقیق کے صرف اخذ کرنا اور پھر ان پر کچھ اصلاحی نوٹس لگا دینا، کافی نہیں ہے۔ بلکہ ان کے مطابق انسانی علوم کی تدوین اسلامی بنیادوں پر ہونی چاہیے، یعنی ایسے بنیادی نظریات اور اصولوں پر جو مغربی افکار سے جدا اور اسلامی فکر و تصور کائنات سے ہم آہنگ ہوں۔

آیت اللہ خامنہ ای اپنے ایک بیان میں صراحت سے فرماتے ہیں:

"مغرب کے دیئے ہوئے انسانی علوم پر صرف حاشیہ لگانے سے کہ یہاں غلطی ہے، یہاں درستی ہے۔

اسلامی انسانی علوم تشکیل نہیں پاتے۔"¹⁰

نیز وہ تاکید کرتے ہیں کہ:

"ضروری ہے کہ پوری سنجیدگی کے ساتھ کوشش کی جائے کہ انسانی علوم کی بنیاد اسلامی فکر، اسلامی زاویہ نگاہ اور اسلامی تصور کائنات پر رکھی جائے اور ان علوم کو اسی اساس پر نئے سرے سے مرتب کیا جائے۔"¹¹

یہ موقف ظاہر کرتا ہے کہ اسلامی معاشرے کی تشکیل اور سعادت کی جانب پیش قدمی کے لیے موجودہ مغربی ماڈلز کی اصلاح کافی نہیں، بلکہ ایک مکمل متبادل نظام فکر کی ضرورت ہے، جو اسلامی تعلیمات پر مبنی ہو اور انسانی فلاح کا تصور وحی کے معیار کے مطابق پیش کرے۔

تمدن کیا ہے؟

(الف) **تمدن کا لغوی معنی:** "تمدن" عربی زبان کا لفظ ہے جو باب تفعیل کا مصدر ہے۔ لغوی اعتبار سے اس کا مادہ مدن ہے، جس کا معنی "کسی جگہ رہائش اختیار کرنا" ہے۔ اسی وجہ سے "مدینہ" کو شہر کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں لوگ سکونت پذیر ہوتے ہیں۔ ابن مَدِیْنَة اَی الْعَالَم بِأَمْرِهَا (ابن منظور)¹² یا دِیْقَال لِلرَّجُلِ الْعَالَم بِالْأَمْرِ (ہو) وابن مَدِیْنَة اَی الْعَالَم بِأَمْرِهَا۔¹³ (فراہیدی) یعنی ایک آدمی کو شہر کا بیٹا اس وقت کہا جاتا ہے جب اس کو اس شہر کے بارے میں علم ہو۔ جب "مدن" کا مادہ باب تفعیل میں آتا ہے تو یہ اثر پذیری اور مطاوعت کے معنی دیتا ہے، یعنی شہر نشینی یا شہری اخلاق و کردار اپنانا، اور جہالت و سخت مزاجی سے نکل کر انس و معرفت کی حالت میں داخل ہونا۔ لغوی اعتبار سے، تمدن کے معنی ہیں:

- جہالت سے نجات پا کر انسانی آداب و رسوم اپنانا
- ترقی و ارتقاء کی راہ پر گامزن ہونا

یہ لفظ اپنے مجازی استعمال میں "تربیت" اور "ادب" کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔¹⁴ لہذا اردو زبان میں تمدن کے معنی تہذیب، شناسائی، طرز معاشرت بیان کیے جاتے ہیں¹⁵ جب کہ انگریزی میں اس کا ترجمہ Civilization کیا گیا ہے۔¹⁶

(ب) **تمدن کا اصطلاحی معنی:** ول ڈیورنٹ کے مطابق تمدن ایک ایسا سماجی نظم ہے جو ثقافتی تخلیق کو فروغ دیتا ہے۔ اس کے چار بنیادی عناصر ہیں:

1. اقتصادی انتظام
2. سیاسی تنظیم
3. اخلاقی روایات
4. علم و فنون کی جستجو

تمدن کی ابتدا وہاں سے ہوتی ہے جہاں انتشار اور بے امنی ختم ہو جاتی ہے، کیونکہ جب خوف پر قابو پا لیا جاتا ہے تو انسان کی جستجو اور تخلیقی قوتیں آزاد ہو جاتی ہیں، اور وہ فطری طور پر زندگی کی سمجھ بوجھ اور اس کی خوبصورتی کے اظہار کی طرف بڑھنے لگتا ہے۔¹⁷

ہنری لوکاس کے مطابق تمدن ایک باہم گندھی ہوئی حقیقت ہے جو تمام سماجی، اقتصادی، سیاسی، فکری اور ثقافتی مسائل کے ساتھ ساتھ فن و ادب، تفریح، علم، ایجادات، فلسفہ اور مذہب جیسے پہلوؤں کو بھی اپنے دائرے میں شامل کرتا ہے۔¹⁸ اس بنا پر، لوکاس کے نظریے کے مطابق تمدن ایک جامع سماجی نظام ہے جس کے اندر مختلف ذیلی نظام (sub-systems) موجود ہوتے ہیں، جیسے کہ سیاسی نظام، اقتصادی نظام، اور تعلیمی و تربیتی نظام وغیرہ۔ یہ تمام ذیلی نظام مل کر تمدن کی کلی ساخت تشکیل دیتے ہیں۔ آیت اللہ جوادی آملی (دامت توفیقاتہ) کے نزدیک تمدن کے دو معنی ہیں:

الف: تمدن سے مراد سماجی طور پر زندگی گزارنا ہے، کیونکہ خداوند متعال نے انسان کی ساخت اس طرح بنائی ہے کہ وہ اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے دوسروں کے ساتھ زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔

ب: تمدن کا دوسرا معنی حق پر مبنی ہونا اور سماجی عدالت کا حامل ہونا ہے، جو انسان کی فطرت کا تقاضا ہے، نہ کہ صرف اس کی طبیعت کا۔

وہ اس کی وضاحت میں فرماتے ہیں: "انسان فطرتاً مہذب، خدا شناس، سماجی انصاف کا خواہاں، اور اپنے ہمسوؤں کی مدد کرنے والا ہے۔"¹⁹

رہبر معظم آیت اللہ خامنہ ای کے مطابق: تمدن ایک فضا کی مانند ہے کہ انسان اس فضا میں معنوی اور مادی لحاظ سے رشد کرتا ہے اور اپنے ہدف تک پہنچتا ہے کہ جس ہدف کے لئے خدا متعال نے اس کو خلق فرمایا ہے۔²⁰ اپنی ایک تقریر میں یوں بیان فرماتے ہیں: ایک متمدن معاشرہ، وہ ہے جس معاشرہ میں خدا کی حکومت ہو، اس معاشرے کے قوانین خدائی ہوں، حدود الہی اس معاشرے میں لاگو ہوں، کسی کا عزل یا نصب خدا کرے اور اس معاشرے میں سب کا حاکم فقط خدا ہو۔²¹

جدید اسلامی تمدن سے کیا مراد ہے

آیت اللہ خامنہ ای کے مطابق جدید اسلامی تمدن کا بنیادی تصور پیشرفت ہے۔ پیشرفت سے مراد ایسی مسلسل اور ہمہ گیر ترقی ہے جو کبھی رکے نہیں بلکہ آگے بڑھتی رہے اور جس میں ارتقاء کا عنصر موجود ہو، کیونکہ انسانی صلاحیتیں لامحدود ہیں۔ سوال یہ ہے کہ: یہ ترقی کس سمت ہو؟ اس کا جواب ہے کہ یہ ترقی زندگی کے تمام پہلوؤں میں ہو مادی، معنوی، اخلاقی اور علمی یعنی انسان کی مجموعی زندگی کا احاطہ کرے۔ یہ صرف ظاہری اور مادی شعبوں تک محدود نہ ہو جیسا کہ مغربی ترقی میں دیکھا جاتا ہے، بلکہ اس میں معاشرت، اخلاقیات اور

روحانیت کے تمام پہلو شامل ہوں۔ یہی ہمہ گیر اور متوازن ترقی جدید اسلامی تمدن کی اصل روح ہے۔ اس جدید اسلامی تمدن کے دواہم حصے ہیں۔

1. آلہ جاتی (ابزاری) حصہ

2. حقیقی (بنیادی) حصہ

1. آلہ جاتی حصہ میں وہ تمام وسائل اور ذرائع شامل ہیں جو کسی قوم یا ملک کی ترقی کے لیے ضروری سمجھے جاتے ہیں، جیسے علم و دانش، سائنسی تحقیقات، صنعت، سیاست، معیشت اور بین الاقوامی تعلقات۔ یہ تمام عناصر بذات خود مقصد نہیں بلکہ تمدن کے حقیقی حصے تک رسائی کا ذریعہ ہیں۔

2. حقیقی یا بنیادی حصہ وہ ہے جو زندگی کی اصل روح اور طرز زندگی کو تشکیل دیتا ہے۔ اس میں خاندانی نظام، شادی بیاہ کے طریقے، رہائش کے انداز، کھانے پینے کی عادات، تفریحات، زبان و رسم الخط، دوسروں کے ساتھ تعلقات، صفائی ستھرائی اور وہ تمام پہلو شامل ہیں جو روزمرہ زندگی کی پہچان بنتے ہیں۔ یہی حقیقی حصہ دراصل ایک تمدن کا قلب و جگر ہے، جس کے بغیر محض مادی ترقی ایک کھوکھلا ڈھانچہ بن جاتی ہے۔²²

آیت اللہ خامنہ ای اس وضاحت کے لیے ایک بامعنی تشبیہ دیتے ہیں کہ آلہ جاتی حصہ کو تمدن کا "ہارڈ ویئر" اور حقیقی حصہ کو "سافٹ ویئر" کہا جاسکتا ہے۔²³

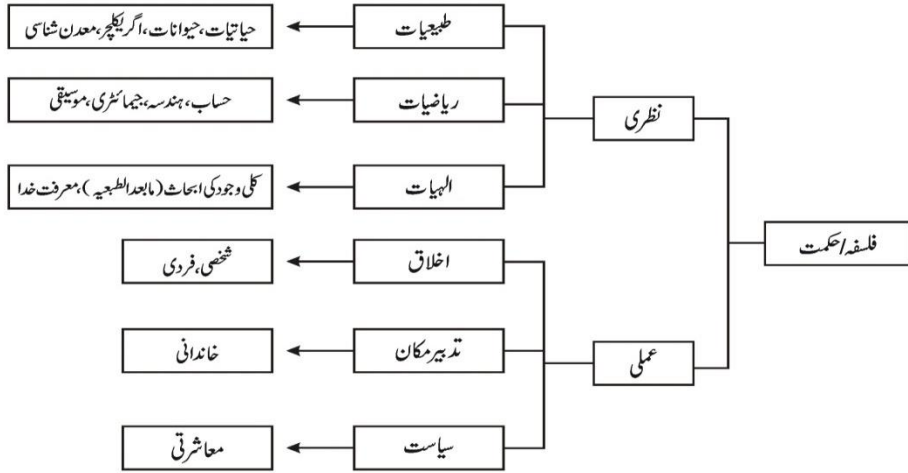
انسانی علوم اور تمدن کا تعلق

مسلم مفکرین نے انسانی علوم کے میدان میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں، جو نہ صرف علمی تاریخ میں اہم مقام رکھتی ہیں بلکہ جدید انسانی علوم کی بنیاد بھی فراہم کرتی ہیں۔ انہوں نے اسلامی معارف اور غیر اسلامی علمی ذخائر (یونان، ایران، ہندوستان) کو یکجا کر کے اسلامی تناظر میں نئے علوم کی بنیاد رکھی۔

حکماء اسلام جیسے کندی اور فارابی نے "انسانی علوم" کو علوم کی درجہ بندی میں شامل کیا اور اسے اسلامی فلسفے اور علمیت کے مطابق نئی شکل دی۔ مسلم دانشور محض ترجمہ تک محدود نہ رہے بلکہ غیر اسلامی علوم کو اسلامی عقلیات اور نقلیات کی روشنی میں تنقیدی طور پر اصلاح کیا، یونانی فلسفے، ایرانی اخلاقیات اور ہندوستانی ریاضی کو اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھالا۔ ان کی علمی خدمات آج بھی جدید انسانی علوم کی بنیاد ہیں۔²⁴ جیسے فارابی کا "مدینہ فاضلہ" سیاسی فلسفے پر اثر رکھتا ہے اور ابن خلدون کی "عمرانیات" جدید سماجی علوم کی اساس ہیں۔

مسلم مفکرین کی یہ علمی روایت نہ صرف ماضی کا احاطہ کرتی ہے بلکہ موجودہ دور میں جب ہم جدید اسلامی تمدن کی تشکیل نو کی بات کرتے ہیں، تو انہی بنیادوں سے استفادہ کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ انسانی علوم کی اسلامی

تشکیل جدید در حقیقت اسی عظیم علمی ورثے کی معاصر شکلیں ہیں جو ہمیں ایک متوازن اور فطری معاشرتی نظام کی جانب رہنمائی فراہم کر سکتی ہیں۔ ملاحظہ ہو ارسطو کے مطابق فلسفہ / حکمت کی تقسیم²⁵:



البتہ یہ جاننا جائے کہ خاندان اور فرد دونوں معاشرے کا جزو لاینفک ہے تو جو علوم معاشرے کے لئے ہیں ان کا تعلق فرد اور خاندان سے بھی ہوگا۔

انسانی علوم کی نوعیت اور دائرہ کار کو بہتر طور پر سمجھنے کے لیے بنیادی فلسفیانہ مباحث کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ اسلامی فلسفہ کی رو سے فلسفہ اولیٰ (الہیات) تمام علوم میں اعلیٰ مقام رکھتا ہے، جس کے مباحث میں وجودیات (ہستی شناسی)، تصور انسان اور علمیات شامل ہیں۔ یہی وہ بنیادی علمی ستون ہیں جن پر دیگر تمام علوم کی عمارت قائم کی جاتی ہے۔

جب فلسفہ اولیٰ میں انسان کی ہستی، اس کے مراتب وجودی یعنی آگاہی، ارادہ، اور مقصد کو ثابت کر دیا جاتا ہے، تو اس کے بعد "حکمت عملی" یا "انسانی علوم" کی تشکیل کا مرحلہ آتا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے انسانی جسم کی حقیقت واضح ہو جانے کے بعد علم طب کی ضرورت پیش آتی ہے۔

یہاں ایک اہم سوال جنم لیتا ہے کہ کیا علم طب کو بھی انسانی علوم میں شمار کیا جائے گا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ انسانی علوم صرف انہی افعال سے متعلق ہوتے ہیں جو انسان کے ارادہ و اختیار کے تحت انجام پاتے ہیں، جبکہ طب کا تعلق ان افعال سے ہے جو غیر ارادی (involuntary) ہوتے ہیں۔²⁶ فارابی کے فلسفیانہ نظام میں انسانی علوم جنہیں وہ "علم مدنی" کہتے ہیں، کا مرکز انسان کے ارادی افعال اور ان افعال کے پیچھے کارفرما اخلاقی ملکات ہیں۔ ہر ارادی فعل کسی نہ کسی مقصد کے تحت انجام پاتا ہے، اور انسانی علوم انہی مقاصد اور

ان کے اثرات جو انفرادی، سماجی اور عالمی سطح پر مرتب ہوتے ہیں کا تجزیہ کرتے ہیں۔²⁷ حکیم ابو نصر فارابی ان علوم کے مباحث کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں:



یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے کہ فارابی اور دیگر مسلم مفکرین کی نظر میں انسانی علوم کا دائرہ محض موجودہ سماجی صورتحال کی توضیح یا تجزیہ تک محدود نہیں، بلکہ ان کا ایک اہم فریضہ یہ بھی ہے کہ وہ اس مثالی معاشرے کی خصوصیات پر روشنی ڈالیں جس کی انسان آرزو رکھتا ہے۔ مزید برآں، ان علوم کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے عملی خطوط فراہم کریں جن کی بنیاد پر معاشرے میں مثبت تبدیلی، اصلاح اور انسانی سعادت کی جانب پیش رفت ممکن ہو۔²⁸

البتہ یہ نکتہ قابل توجہ ہے کہ ان علوم کی تجویزات اور تشریحات، ہر معاشرے میں موجود تصور انسان اور تصور سعادت پر منحصر ہوتی ہیں۔ یعنی کوئی بھی معاشرہ انسان کی معرفت اور خوشبختی کے جو پیمانے مقرر کرتا ہے، وہی پیمانے انسانی علوم کے دائرہ کار اور اہداف کو متعین کرتے ہیں۔ لہذا اگر ہم ایک اسلامی معاشرے کی تشکیل کے خواہاں ہیں۔ ایک ایسا الہی معاشرہ جہاں سماجی عدل، معنویت اور روحانی ارتقاء کا غلبہ ہو تو لازم ہے کہ ہم ان علوم کا سہارا لیں جو ہمیں اس مقصد کی جانب رہنمائی فراہم کریں۔ وہ علوم جو ہمیں اسلامی تمدن کے حقیقی تصور تک پہنچا سکیں۔ دوسرے الفاظ میں، جب تک ہم انسانی علوم کو اسلامی تعلیمات، اصولوں اور مقاصد کے مطابق استوار نہیں کرتے، اُس مطلوبہ جدید اسلامی تمدن تک رسائی ممکن نہیں۔²⁹

اب ہم دیکھتے ہیں کہ وہ کون سے فلسفی مبادی ہیں جن پر انسانی علوم کو استوار ہونا چاہیے تاکہ وہ اسلام کے مطابق بن سکیں نیز ذیل میں ان مبادی پر مغربی اور اسلامی نظر کا جائزہ بھی شامل ہے۔

اسلامی انسانی علوم کی تدوین کے فلسفی مبادی

یہ بات مسلم ہے کہ انسانی علوم ہمیشہ اُن فکری اور فلسفی بنیادوں سے اثر لیتے ہیں جو کسی معاشرے میں غالب ہوں۔ قابل توجہ امر یہ ہے کہ کسی بھی علم کے بنیادی اصول صرف اس کے موضوع، طریقہ کار یا مسائل ہی پر اثر انداز نہیں ہوتے، بلکہ اس کے مقصد اور غایت کی تعیین میں بھی کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ کسی علم کے مبادی اس کی سمت اور رخ کو یکسر بدلنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اگر یہ مبادی دینی ہوں تو وہ علم بھی دینی شمار ہوگا، اور اگر

یہ غیر دینی یا سیکولر بنیادوں پر قائم ہوں تو وہ علم بھی اپنی ماہیت میں غیر دینی ہوگا۔ یہی نکتہ اس حقیقت کی بنیاد ہے کہ اگر ہم ایک جدید اسلامی تمدن قائم کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں ایسے علوم کی ضرورت ہے جن کے فلسفی و فکری مبادی اسلامی اصولوں پر استوار ہوں، تاکہ وہ ہمارے لیے حقیقی رہنمائی فراہم کر سکیں۔ اب ہم اس امر کا جائزہ لیں گے کہ وہ کون سی علمیات (Epistemology)، ہستی شناسی (Ontology) اور تصورِ انسان (Anthropology) ہے جو اسلامی انسانی علوم کی فکری بنیاد فراہم کر سکتی ہیں اور جدید اسلامی تمدن کے قیام اور اس کے استحکام میں حقیقی طور پر کارآمد ثابت ہوں:

1. علمیات (Epistemology)

اسلامی انسانی علوم کی تشکیل میں ایک بنیادی مبداء، نظریہ علم یا علمیات ہے، جو انسانوں کی آگاہی یعنی علم اور اس آگاہی کے صحیح یا غلط ہونے کے معیار سے بحث کرتا ہے۔³⁰ عصر حاضر میں ہمارے سامنے دو بڑے فکری رجحانات پائے جاتے ہیں:

(1) دینی نقطہ نظر

(2) سیکولر نقطہ نظر

ان دونوں رجحانات کے زیر اثر جو علم پیدا ہوتا ہے، اس کی سمت اور بنیاد بھی انہی کے مطابق طے پاتی ہے۔ سیکولر فکر میں علم کی تخلیق اور اس کی سمت متعین کرنے والا صرف انسان کو مانا جاتا ہے، اور علم کے ماخذ بھی وہی ہوتے ہیں جو انسان اپنی صوابدید سے طے کرے۔³¹ مغربی فلسفے نے عقل کو فردی اور سماجی مسائل حل کرنے کا بنیادی وسیلہ مانا، لیکن رفتہ رفتہ علم کے دائرے کو مزید محدود کرتے ہوئے اسے صرف تجربے تک محدود کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جو چیز تجربے میں نہ آ سکے، اسے حقیقت یا علم کا درجہ ہی نہ دیا جائے۔³² اس نقطہ نظر نے انسانی علوم کو حیاتیاتی اور طبیعی علوم کے مساوی سطح پر لا کھڑا کیا۔ معروف ماہر نفسیات ویلیئم جیمز نے اپنی ایک کتاب میں یہاں تک کہا کہ نفسیات بھی محض ایک طبعی علم ہے۔³³

اس طرز فکر کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ اس میں وحی اور دیگر دینی معارف کو علم کے ذرائع سے یکسر خارج کر دیا گیا، کیونکہ یہ تجربہ گاہ میں پرکھے نہیں جاسکتے۔ البتہ اسلامی نقطہ نظر یہ نہیں کہ تجرباتی طریقہ کو رد کر دیا جائے، بلکہ یہ اعتراض ہے کہ معرفت کے دائرے کو صرف اسی میں محدود نہ کیا جائے۔

اسلامی فکر کے مطابق معرفت حاصل کرنے کے چار بنیادی ذرائع ہیں:

1. وحی (Revelation)

2. عقل (Reason)

3. حس (Sense perception)³⁴

4. شہود³⁵ (Intuition/Inner vision)

یہی چار ذرائع انسان کو دیگر حیوانات سے ممتاز کرتے ہیں۔ چنانچہ اسلامی انسانی علوم میں تجرباتی، عقلی اور نقلی تمام روشوں کو یکجا کر کے استعمال کیا جاسکتا ہے، تاکہ علم نہ صرف دنیاوی حقائق سے ہم آہنگ ہو بلکہ وحی اور الہی ہدایت سے بھی جڑا رہے۔

2. وجود شناسی (Ontology)

وجود شناسی ہستی کی حقیقت اور اس کی انواع کے بارے میں بحث کرتا ہے نیز کئی موجودات کے ایک دوسرے سے رابطہ کو بھی بیان کرتا ہے۔³⁶ مغربی معاشروں میں جب علم و معرفت کے ذرائع کو محض عقل اور پھر تجربے تک محدود کر دیا گیا، اور شناخت کا پیمانہ صرف تجرباتی آلات کو مانا گیا، تو وقت گزرنے کے ساتھ فلسفی اور دینی وجود شناسی کی جگہ تجربی وجود شناسی نے لے لی۔³⁷ اس محدود زاویہ نگاہ کے باعث، وجود کے بہت سے بنیادی پہلو، جیسے تخلیق کا مقصد یا کائنات پر حاکم قوانین، ان کی نظر سے اوجھل ہو گئے۔ اس کے نتیجے میں انسانی علوم کی وہ بنیادیں تشکیل پائیں جو سراسر سیکولر تصور کائنات پر قائم تھیں۔ مکتب انسان پسندی (Humanism) اس کا نمایاں نمونہ ہے، جو ایک ایسی دنیا کا خواہاں ہے جہاں انسان ہر قسم کی قیود سے آزاد ہو اور اپنے مادی اہداف تک آسانی پہنچ سکے۔ اس کے برعکس، دینی وجود شناسی میں کائنات کے قوانین اور اصول واضح اور مقرر ہیں، تاکہ انسان اپنی ضروریات کو معاشرتی دائرے میں رہ کر پورا کرے اور آخر کار بندگی الہی کے حتمی مقصد تک پہنچ سکے۔³⁸

اسلامی فکر میں وجود شناسی کے اصول و مقاصد انتہائی اہمیت رکھتے ہیں۔ ان سے صرف نظر کر کے ایسے انسانی علوم تشکیل نہیں دیے جاسکتے جو جدید اسلامی تمدن کی بنیاد رکھ سکیں۔ مثال کے طور پر، اگر کسی انسان کا تصور کائنات یہ ہو کہ دنیا دکھ اور رنج سے بالکل خالی ہے، تو لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ وہ زندگی کو محض خواہشات اور لذتوں کی تکمیل تک محدود سمجھے گا۔ اس کا نفسیاتی اثر یہ ہوگا کہ اپنے مقاصد تک پہنچنے کے لیے وہ ہر جائز و ناجائز طریقہ اختیار کرنا درست سمجھے گا۔ جو کہ اسلامی تعلیمات سے سراسر متضاد ہے۔

لہذا، انسانی علوم کی تشکیل میں اسلامی وجود شناسی کو بنیاد بنانا ضروری ہے، تاکہ وہ نہ صرف سچائی اور مقصدیت پر مبنی ہوں بلکہ جدید اسلامی تمدن کے قیام میں عملی کردار ادا کر سکیں۔

3. تصور انسان (Anthropology)

تصور انسان سے مراد انسان کی حقیقت، اوصاف اور تعریف کا مطالعہ ہے، جو انسانی علوم کی سمت اور مقصد طے کرتا ہے۔ مغربی تمدن میں یہ تصور سیکولر فکر اور انسان پسندی (Humanism) پر مبنی ہے، جو انسان کو اپنی خواہشات کا مالک اور اپنی تقدیر کا خالق سمجھتی ہے۔ یہ نظریہ خدا اور وحی کی رہنمائی کو رد کرتا ہے اور انسان کو دینی

حدود سے آزاد قرار دیتا ہے۔ اس کے برعکس، اسلامی تصور انسان انسان کو عبدِ خدا، خلیفۃ اللہ، اور اخلاقی و روحانی کمال کا ذمہ دار مانتا ہے۔ یہی تصور اسلامی انسانی علوم اور اسلامی تمدن کی فکری بنیاد فراہم کرتا ہے۔³⁹ اسلام کی نگاہ میں انسان بے شک خلقت میں سب سے بلند ہے، مگر یہ برتری انسانوں کی دوسرے انسانوں سے روابط میں نہیں ہے بلکہ دوسری طرف ایک ایسی قدرت ہے جو انسانوں سے برتر اور اس سے اعلیٰ ہے، موجود ہے۔ دوسرے الفاظ میں محور عالم اور خلقت انسان نہیں ہے بلکہ عالم کی محوریت ارادہ الہی کو حاصل ہے اور انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کی اطاعت کرے۔⁴⁰

امام خمینیؑ کے نزدیک انسان ایک کثیر البعد مخلوق ہے، جو تین عوالم یا مراتب میں بیک وقت زندگی بسر کرتا ہے:

1. عالم غیب و عقل — جہاں انسان کی عقل و فکر حقائق کو سمجھنے اور کمال کی تلاش میں سرگرم رہتی ہے۔
2. عالم برزخ و مقام خیال — جو انسان کے قلب، احساسات اور باطنی کیفیتوں کا مرکز ہے اور تزکیہ و تربیت کا محتاج ہے۔

3. عالم دنیا و مقام ملک — جہاں انسان کا ظاہر، اعمال اور مادی زندگی سے متعلق پہلو نمایاں ہوتے ہیں۔

ان کے مطابق انسان کی عقل فطری طور پر کمال پسند اور کمال کی محتاج ہے، اس کا قلب تزکیہ و تربیت کا محتاج ہے، اور اس کا ظاہر عمل کا محتاج ہے۔ انبیاء و اولیاء کے دستورات کا مقصد یہی ہے کہ:

- عقل کو حقیقی کمال تک پہنچایا جائے،
- قلب کو پاکیزہ اور الہی صفات سے مزین کیا جائے،
- اور اعضا و جوارح کو صالح عمل میں مشغول کیا جائے۔⁴¹

اس طرح انسان اپنی تمام تر جہات میں متوازن ترقی کرتا ہے اور الہی ارادے کے مطابق اپنے مقام بندگی کو حاصل کرتا ہے۔

آیت اللہ خامنہ ای، حدیث « مَا عُدَّ بِهِ الرَّحْمَنُ ⁴² » پر استناد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انسانی تربیت میں سب سے پہلا مرحلہ عقل ہے، اس کے بعد حلم (بردباری و تحمل) اور پھر علم آتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے فرمان: فتشعب من العقل الحلم ومن الحلم العلم...⁴³ کی روشنی میں وہ اس حقیقت پر زور دیتے ہیں کہ:

- سب سے پہلے عقل، حلم کو جنم دیتی ہے؛ یعنی انسان میں تحمل، برداشت اور بردباری کی کیفیت پیدا کرتی ہے۔
- جب حلم کی یہ صفت مضبوط ہو جاتی ہے تو یہ علم کے حصول کے لیے زمینہ فراہم کرتی ہے۔

پس آیت اللہ خامنہ ای کے مطابق علم کا مقام، حلم اور اخلاق کے بعد آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی تربیت میں علمی ترقی سے پہلے شخصی کردار، اخلاقی صفات اور ضبط نفس کی تربیت پر زور دیا جاتا ہے تاکہ علم، انسان کی کمال یافتہ

شخصیت کا حصہ بن سکے اور محض ایک مادی ہنر نہ رہ جائے۔⁴⁴

اب اس تصور انسان کو مد نظر رکھتے ہوئے جو علوم تدوین ہوں گے وہ جدید اسلامی تمدن کے تحقیق کے لئے ہماری مدد کر سکیں گے۔

انسانی اسلامی علوم اور جدید اسلامی تمدن

علم، ہر ترقی کا مقدمہ ہے۔ اس حوالے سے آیت اللہ خامنہ ای فرماتے ہیں "ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم تمام علوم میں پیدائش علمی کو مد نظر رکھیں۔ ممالک کے آپس کے علمی روابط برآمدی اور درآمدی ہونا چاہئے اور اس میں تعادل و توازن کو برقرار رکھنا چاہئے۔ علم کو حاصل کریں دوسروں سے لیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ بھی تخلیق کریں اور دوسروں کو بھی دیں۔"⁴⁵

علمی رشد اور نظریہ سازی کا بنیادی تقاضا یہ ہے کہ انسانی علوم کو اپنی مخصوص ثقافت اور جغرافیہ کے مطابق ڈھالا جائے، خاص طور پر وہ علوم جیسے عمرانیات، نفسیات، اقتصاد، مدیریت اور سیاسیات۔ یہ تمام علوم مادی اور فکری ترقی کے لیے ناگزیر ہیں، کیونکہ کسی بھی معاشرے کی سیاسی، انتظامی، اقتصادی اور سماجی حرکات براہ راست انسانی علوم کے ماہرین اور مفکرین کی نظریہ سازی پر منحصر ہوتی ہیں۔⁴⁶

انسانی علوم ہی دیگر علم و دانش کی روح ہیں اور یہی علوم معاشرہ کی سمت طے کرتے ہیں جب انسانی علوم غلط اور غیر دینی بنیاد پر قائم ہوں گے تو اس کا لازمہ یہ ہوگا کہ ایک معاشرہ کی حرکت منحرف سمت کی جانب ہوگی۔⁴⁷ اس میں کوئی شک نہیں کہ موجودہ انسانی علوم کا اسلامی ثقافت اور فکر سے کوئی حقیقی تعلق نہیں، بلکہ یہ مکمل طور پر مغربی انسان، اس کی تہذیب اور طرز فکر کے مظہر ہیں۔ ان علوم کی ترویج اور تدریس سے جو بنیادی مسئلہ پیدا ہوتا ہے، اُسے حضرت آیت اللہ خامنہ ای نہایت واضح انداز میں بیان فرماتے ہیں:

یہ انسانی علوم اسلامی تصور کائنات کے منافی ہیں، کیونکہ ان کی بنیاد کسی غیر اسلامی تصور کائنات پر رکھی گئی ہے۔ جب ایسے علوم معاشرے میں رائج ہوں گے تو انہی کے مطابق افراد تربیت پائیں گے۔ یہی تربیت یافتہ افراد آگے چل کر جامعات کے رئیس، اقتصادی وزراء، سیاسی رہنما اور ملکی سلامتی کے ذمہ داران بنیں گے۔⁴⁸

چنانچہ جب پورے نظام کی فکری بنیاد مغربی علوم پر قائم ہوگی، تو معاشرے کا نتیجہ اور سمت بھی لازماً غیر اسلامی اور مغربی ہوگی۔ اور ان علوم کا اثر صرف تمدن کے آگے جاتی پہلو (جیسے ادارے، نظام، ساختیں وغیرہ) تک محدود نہیں رہتا، بلکہ یہ تمدن کے حقیقی اور باطنی حصے یعنی طرز زندگی، سوچنے کے انداز، اقدار اور ترجیحات پر بھی گہرا اثر ڈالتے ہیں۔ چنانچہ جب انسانی علوم کی بنیاد غیر اسلامی تصور کائنات پر ہو، تو ان کے اثرات لازماً انسان کے طرز زندگی اور معاشرتی روح میں بھی سرایت کریں گے۔ لہذا حضرت کے بیان میں اس امر کو واضح کیا گیا ہے کہ تمدن اسلامی بھی دوسرے تمدنوں کی طرح دو عناصر سے خالی نہیں ہے: 1، تخلیق فکر؛ اور 2، پرورش انسان۔

ان کے مطابق، اس سلسلے میں سب سے اہم کردار ان شخصیات کا ہے جو اسلامی فکر کی تخلیق اور ہدایت کا کام انجام دیتی ہیں، اور وہ افراد جن کی ذمہ داری انسانوں میں ایمان کی روح کو پروان چڑھانا ہے، یعنی علماء۔⁴⁹ تمدن کے آلہ جاتی حصہ کی دوسری مباحث جیسے سیاست، اقتصاد وغیرہ بلا واسطہ انسانی علوم سے مربوط ہیں۔ تمدن کا ایک نہایت اہم جزو صنعت یا کارخانہ ہے، اور اس کا انسانی علوم سے گہرا اور براہ راست تعلق ہے۔⁵⁰ اگر یہ علوم اسلام کے مبادی و اصول پر استوار ہوں گے تو تمدن اسلامی کا حقیقی تحقیق ممکن ہو پائے گا۔

طرز زندگی میں انسانی علوم کا کردار

انسانی علوم کا کردار تمدن کے اصلی اور حقیقی حصہ میں بہت اہم ہے کیونکہ یہ طرز زندگی کی تشکیل اور اصلاح کے ضامن ہیں۔ اسلامی طرز زندگی کو مستحکم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ سماج کے مختلف شعبہ جات جیسے خاندان، تعلیمی ادارے، سیاسی ادارے، بینک، فوج، اور سیکورٹی ادارے، نیز افراد کی ذاتی زندگی کے مسائل مثلاً پہننا، کھانا پینا، پڑھنا لکھنا، انسانی رویے اپنے اہل و اعیال، ہمدکاروں، ماتحتوں، دوستوں اور دشمنوں کے ساتھ، وغیرہ کی گہری تحلیل انسانی علوم کے ذریعے کی جائے۔ مطالعات سے ثابت ہوتا ہے کہ معاشرتی تربیت اور افراد کی صلاحیتوں کا فروغ، ان کی زندگی کے انتخاب میں درست رہنمائی فراہم کرتا ہے، جو کہ ایک متوازن اور اسلامی تمدن قائم کرنے میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔⁵¹ یاد رہے کہ یہ موضوع نہایت وسیع ہے کہ جس کو بیان کرنے کی یہاں گنجائش نہیں۔

جدید اسلامی تمدن کے تحقق میں اسلامی انسانی علوم کی عملی تاثیر

ارشاد پروردگار ہے: آیت قرآنی: إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ (11:13) یعنی: "بے شک اللہ اس قوم کی حالت نہیں بدلتا جو خود اپنی حالت نہیں بدلتی۔" اس آیت کریمہ کی روشنی میں کسی بھی تمدن کی بنیاد رکھنا اور اس تمدن کو برباد کرنے، خود لوگوں اور قوموں کے ہاتھ میں ہے۔ اگر ہم جدید اسلامی تمدن کی طرف بڑھنا چاہیں اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم سب سے پہلے انسانی علوم کو اسلامی بنیادوں پر استوار کریں۔ اس مہم کے چند بنیادی طریقہ کار ہیں جن میں سب سے اہم یہ ہے کہ ہم اس کام کی فکری بنیادیں فراہم کریں۔

دراصل، انسان اور معاشرہ ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں؛ انسان اپنی مادی و معنوی ضروریات معاشرے سے پورا کرتا ہے اور معاشرہ انسان کی تخلیق میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ایک معاشرہ اسلامی تب ہوگا جب اس میں فکری طور پر اسلام غالب ہو اور مغربی نظام و تصورات سے آزاد ہو۔ انسانی علوم کی اسلامی حیثیت صرف جزوی تحقیق یا کتبوں و مقالات سے نہیں آتی، بلکہ ضروری ہے کہ معاشرتی فضا اور عمومی سوچ کو اسلامی رنگ دیا جائے۔ اس مقصد کے لیے لوگوں کو مغربی ثقافت کے منفی اثرات سے آگاہ کیا جائے اور انہیں اسلامی معاشرت و

تمدن سے روشناس کرایا جائے۔⁵²

یہ کام کانفرنسز کے انعقاد، اشتہارات کے ذریعے عوامی آگاہی، چھوٹے بڑے مباحثوں کے انعقاد، معاشرے کے نخبگان اور تعلیم یافتہ افراد کے درمیان مسئلہ حل کرنے کے لیے مشاورت، تعلیمی اداروں میں مہمات چلانے، میڈیا کے ذریعے شعور بیدار کرنے، اور ہر فرد کی اپنی اپنی جگہ ان اقدامات کو عملی جامہ پہنانے سے ممکن ہو سکتا ہے۔ اگر معاشرتی فضا یوں قائم ہو جائے تو پھر وہ معاشرہ علم کا پیاسا ہوگا، اور پھر اسلامی انسانی علوم کو رائج کرنا آسان ہوگا اور جدید اسلامی تمدن کا حصول ممکن ہو سکے گا۔ ان شاء اللہ۔

نتیجہ

اسلامی انسانی علوم کی بنیاد استوار کرنے کے لیے ضروری ہے کہ موجودہ مغربی تصورات اور ماڈلز سے مکمل طور پر کنارہ کشی اختیار کی جائے اور ان علوم کو اسلام کے فلسفیانہ اصولوں اور مبادی پر مستحکم کیا جائے، جس کے نتیجے میں ایک جامع اور پائیدار اسلامی تمدن کا قیام ممکن ہو سکے گا۔ معاشرتی فضا، خصوصاً غالب مغربی پراڈاٹم، انسانی علوم کی سمت اور مفہوم کی تعیین میں مرکزی کردار ادا کرتی ہے، اس لیے اس فضا کی تبدیلی اور اسلامی ثقافت کے فروغ پر بھرپور توجہ دی جانی چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ، جدید اسلامی تمدن کی تشکیل میں مسلمانوں کے درمیان اتحاد و اتفاق نہایت اہم ہے، جیسا کہ اسلامی تاریخ کے بڑے مفکرین اور معاصر علماء نے اس بات پر زور دیا ہے؛ یہ فریضہ تمام مسالک اور فرقوں سے بالاتر ہو کر سماجی فکری اور عملی کوشش کا متقاضی ہے۔ آخر میں، آیت اللہ خامنہ ای کے نظریات کی روشنی میں تمدن کے دو بنیادی پہلو آلہ جاتی اور حقیقی میں انسانی علوم کا کلیدی کردار ہے، جنہیں جدید اسلامی تمدن کی تشکیل میں مؤثر طریقے سے بروئے کار لانا لازمی ہے تاکہ ایک متوازن، خوشحال اور معنویت سے بھرپور معاشرہ قائم کیا جاسکے۔

References

1. Ahmad Hussain Sharifi, *Mabani Uloom E Insani Islami*, (Tehran, Antasharat Tuwsai Aftab, 1394 SH), 27-30.

احمد حسین شریفی، *مبانی علوم انسانی اسلامی*، (تہران، انتشارات آفتاب توسعہ، 1394 ش)، 27-30۔

2. Hussani & Ali pur, *Paradim Ejtehadī Danesh Dini* (Paad), (Qom, Pozuhishgh Howza wa Danishgah, 1389SH), 55.

حسینی و علی پور، *پارادایم اجتہادی دانش دینی* (پااد)، (قم، پژوهشگاہ حوزہ ودانشگاہ، 1389 ش)، 55۔

3. Muhammad Taqi Misbah Yazdi, *Jaima Wa Tarikh Az Didegah E Quran*, (Tehran, Sazman Tablighat E Islami, 1372 SH), 16.
محمد تقی مصباحی زدی، جامعہ و تاریخ از دیدگاه قرآن، (تہران، سازمان تبلیغات اسلامی، 1372 ش)، 16۔
4. Ahmad Hussain Sharifi, *Mabani Uloom E Insani Islami*, 105.
احمد حسین شریفی، مبانی علوم انسانی اسلامی، 105۔
5. Syed Mehdi Mosavi, *Dar Amadi Bar Uloom E Insani Dar Andishai Hazrat Ayatollah al uzma Khamenei*, (Tehran, Antasharat Inqalab E Islami, 1403SH), 255-258.
سید مہدی موسوی، درآمدی بر علوم انسانی اسلامی در اندیشہ حضرت آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای، (تہران، انتشارات انقلاب اسلامی، 1403 ش)، 255-258۔
6. Ahmad Hussain Sharifi, *Mabani Uloom E Insani Islami*, 163-169.
احمد حسین شریفی، مبانی علوم انسانی اسلامی، 163-169۔
7. Ibid, 169.
ایضاً، 169۔
8. Ibid.
ایضاً۔
9. Syed Mehdi Mosavi, *Dar Amadi Bar Uloom E Insani Dar Andishai Hazrat Ayatollah al uzma Khamenei*, 381.
سید مہدی موسوی، درآمدی بر علوم انسانی اسلامی در اندیشہ حضرت آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای، 381۔
10. <https://noo.rs/Gg9UB> دیدار باشورای بررسی کتب علوم انسانی
11. Syed Mehdi Mosavi, *Dar Amadi Bar Uloom E Insani Dar Andishai Hazrat Ayatollah al uzma Khamenei*, 380.
سید مہدی موسوی، درآمدی بر علوم انسانی اسلامی در اندیشہ حضرت آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای، 380۔
12. Abne Manzoor, Muhammad bin Mukarum, *Lisan ul Arab*, Vol. 13, (Beirut, Dar e Sadr, 1375 SH), 403.
ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، ج 13، (بیروت، دار صادر، 1375 ش)، 403۔
13. Khalil bn Ahmad, Farahidi, *kitab-ul-Aan*, Vol. 8, (Beirut, Mussasa al-Aalami al-Mtbua, 1367SH), 53.
خلیل بن احمد، فراہیدی، کتاب العین، ج 8، (بیروت، مؤسسة الاعلیٰ للطبع و المطبوعات (الطبعة الاولى)، 1327 ش)، 53۔
14. <https://dehkhoda.ut.ac.ir/fa/dictionary/%D8%AA%D9%85%D8%AF%D9%86%20>
15. https://udb.gov.pk/result_details.php?word=63256
16. <https://dictionary.cambridge.org/dictionary/english-urdu/civilization>

17. Will Durant, *The Story of Civilization*, (New York, Simon and Schuster, 1954), part 1 *Our Oriental Heritage* 1.
18. Ali Akhber, *Wilayati, Farhang wa Tamdan Islami*, (Qom, Nashr e Maref, 1390SH), 20.
- علی اکبر، ولایتی، فرهنگ و تمدن اسلامی، (قم، نشر معارف، 1390 ش)، 20۔
19. Kareem Safri, “*Mabani E Hasti Shanakhti Tamdun Noin Islami Dar Andisheh Maqam Moazzam Rahbari*”, *Journal of Humanities and Islamic Strategic Studies*, Vol. 6, Shumara: 70, (nd.): 137-167.
- کریم صفری، "مبانی ای هستی شناختی تمدن نوین اسلامی دار اندیشه مقام معظم رهبری"، جرنل آف ہیومنیزم اینڈ اسلامک اسٹریٹجک اسٹڈیز، جلد 6، شماره 70، (سن ندارد): 137-167۔
20. <https://farsi.khamenei.ir/speech-content?id=23810>
Mehdi Abu Talibi, “*Nashq Uloom E Insani Islami Dar tamadon E Nawin Islami Az Nagah E Maqam Muzam Rehberi*”, Vol. 2, (Tehran, Antasharat Tuwsai Aftab, 1398 SH), 158.
- مہدی ابوطالبی، "نقش علوم انسانی اسلامی در تمدن نوین اسلامی از نگاه مقام معظم رهبری"، ج 6 (تہران، انتشارات آفتاب، 1398 ش)، 158۔
21. Muhammad Hussain Ali Jan Zaday, *Tamadan Islami*, (Qom, Dafter Antesharat E Marif, 1402SH), 17.
- محمد حسین علیجان زادہ، تمدن اسلامی، (قم، دفتر نشر معارف، 1401 ش)، 17۔
22. Ibid, 104.
- ایضاً، 104۔
23. <https://farsi.khamenei.ir/speech-content?id=21246>
24. Syed Mehdi Mosavi, *Algo Haye Kolan Tolid Aloom Ensani Islami dar Baster Inqalaab Islami*, (Tehran, Aftab Towsia, 1394SH), 34.
- سید مہدی موسوی، الگوهای کلان تولید علوم انسانی اسلامی در بستر انقلاب اسلامی، (تہران، آفتاب توسیاء، 1394 ش)، 34۔
25. Muhammad Taqi Misbah Yazdi, *Amozesh E Falsafa*, Vol. 1, (Tehran, Sazman Tablighat E Islami, 1401 SH), 30.
- محمد تقی مصباح یزدی، آموزش فلسفہ، ج 1، (تہران، سازمان تبلیغات اسلامی، 1401 ش)، 30۔
26. Hamid Parsania, *Jahnehan Hai Ejtemaei*, (Qom, Kitab E Farda, 1392SH), 30.
- حمید پارسانیا، جهانهای اجتماعی، (قم، کتاب فردا، 1392 ش)، 30۔
27. Abu Nasr Muhammad, Alfarabi, *Ihsa' al Ulum*, Persian Trajmah: Hussain Khdujm, (Tehran, Intesharat Ilmi wa Farhangi, 1389SH), 106.

- ابو نصر محمد، الفارابی، *احصاء العلوم*، فارسی ترجمہ: حسین خدیو جم، (تہران، انتشارات علمی و فرهنگی، 1389)، 106۔
28. Ibid, 109-110.
- ایضاً، 109-110۔
29. Syed Mehdi Mosavi, *Algo Haye Kolan Tolid Aloom Ensani Islami dar Baster Inqalaab Islami*, 35-36.
- سید مہدی موسوی، *الگوهای کلان تولید علوم انسانی اسلامی در بستر انقلاب اسلامی*، 35-36۔
30. Muhammad Taqi Misbah Yazdi, *Amozesh E Falsafa*, 145.
- محمد تقی مصباح یزدی، *آموزش فلسفہ*، 145۔
31. Group of writters, *foundations of Islamic Human Sciences from the viewpoint of Ayatullah Misbah Yazdi*, (Musasa Amozesh Wa Parwarish Imam Khomeni, 1397 S.H), 17.
- 32 Muhammad Taqi Misbah Yazdi, *Amozesh E Falsafa*, 63.
- محمد تقی مصباح یزدی، *آموزش فلسفہ*، 63۔
33. William, James, *Principles Of Psychology*, Vol. 1, (New York: Henry Holt and Company, 1918), 183.
34. Muhammad Raza, Khaki, *Tehlil Havit Elam Dini wa Elam Madran*, (Qom, Kitab E Farda 1391 SH), 315-316.
- محمد رضا، خاکی، *تحلیلِ هویتِ علم دینی و علم مدرن*، (قم، کتاب فردا، 1391 ش)، 315-316۔
35. Ahmad Hussain Sharifi, *Mabani Uloom E Insani Islami*, 212.
- احمد حسین شریفی، *مبانی علوم انسانی اسلامی*، 212۔
36. Muhammad Taqi Misbah Yazdi, *Amozesh E Falsafa*, 255.
- محمد تقی مصباح یزدی، *آموزش فلسفہ*، 255۔
37. Ali Raza, Ali Alhami, “*Bayasti Hae Thaqeeq Uloom Insani mutanasib Ba Tamadon Nawin Islami*”, (Nasarya E Ilmi Tarikh Farhang Wa Tamadon Islami), Vol. 7, Shumara: 42, (1400 AH); 45.
- علی رضا شیرزاد و علی الہامی، "بایستہ های تحقیق علوم انسانی متناسب با تمدن نوین اسلامی"، نشریہ علمی تاریخ فرہنگ و تمدن اسلامی، جلد 7، شمارہ 42، (1400 ش)، 45۔
38. Khaki, *Tehlil Havit Elam Dini wa Elam Madran*, 317.
- خاکی، *تحلیلِ هویتِ علم دینی و علم مدرن*، 317۔
39. Ali Raza, Ali Alhami, “*Bayasti Hae Thaqeeq Uloom Insani mutanasib Ba Tamadon Nawin Islami*”, 42 – 46.
- علی رضا شیرزاد و علی الہامی، "بایستہ های تحقیق علوم انسانی متناسب با تمدن نوین اسلامی"، نشریہ علمی تاریخ فرہنگ و تمدن اسلامی، 42 - 46۔

40. Muhammad Nabi Zaday, "Mabani Falsafi Wa Jawy Gha Uloom E Insani Dar Tamadon Nawin Islami", Andisha Tamadoni Islam, 1 Year Shumara. 2, (1395 SH): 14.
محمد نبی زادہ، "مبانی فلسفی و جایگاہ علوم انسانی در تمدن نوین اسلامی"، اندیشہ تمدنی اسلام، سال اول، شمارہ 2، (1395 ش)، 14۔
41. Ruhollah, Khomeini, Sharah Chal Hadiths, (Tehran, Tanzeem Wa Nashr E Asar E Imam Khomeini, 1376 SH), 386.
روح اللہ، خمینی، شرح چہل حدیث، (تہران، موسسہ تنظیم و نشر آثار امام خمینی، 1376 ش)، 386۔
42. Muhammad bin Ya'qub, al-Kulayni, Al-kafi Kitab al-Aqal O Jahal, Vol. 1, (Tehran, Dar Ul Kitab Al Islamia, 1363 SH), Hadith # 3, 11.
محمد بن یعقوب، کلینی، الکافی کتاب العقل والجهل، ج 1، (تہران، دار الکتاب الاسلامیہ، 1363 ش)، رقم الحدیث 3، 11۔
43. Abn E Shaba Hassan bin Ali Harani, Tahf al Aqol an al- E Rasool (PBUH), Vol. 1, (Qom, Jamia Mudarrasen, Dafter Antesharat E Islami, 1363 SH), 15.
ابن شعبہ حسن بن علی حرانی، تحف العقول عن آل الرسول ﷺ، ج 1، (قم، جامعہ مدرسین حوزہ علمیہ، دفتر انتشارات اسلامی، 1363 ش)، 15۔
44. <https://farsi.khamenei.ir/speech-content?id=7435>
45. <https://farsi.khamenei.ir/speech-content?id=6917>
46. Ahmad Hussain Sharifi, Mabani Uloom E Insani Islami, (Tehran, Antasharat Tuwsai Aftab, 1394 SH), 53 – 54.
احمد حسین شریفی، مبانی علوم انسانی اسلامی، (تہران، انتشارات آفتاب توسعہ، 1394 ش)، 53-54۔
47. <https://farsi.khamenei.ir/speech-content?id=17466>
48. <https://farsi.khamenei.ir/speech-content?id=10357>
49. Muhammad Hussain Ali Jan Zaday, Tamadan Islami, 74-75.
محمد حسین علیجان زادہ، تمدن اسلامی، 74-75۔
50. <https://farsi.khamenei.ir/speech-content?id=30199>
51. Mehdi Abu Talibi, "Nashq Uloom E Insani Islami Dar tamadon E Nawin Islami Az Nagah E Maqam Muzam Rehberi", 174.
مہدی ابوطالبی، "نقش علوم انسانی اسلامی در تمدن نوین اسلامی از نگاہ مقام معظم رہبری"، 174۔
52. Nabi Zaday, Andisha Tamadoni Islam, 109.
نبی زادہ، اندیشہ تمدنی اسلام، 109۔